تحریکی زندگی میں نظم و ضبط

ایک قرآنی تمثیل

حسن محی الدین قادری

تحریکی زندگی میں نظم وضبط

﴿ایک قرآنی تمثیل﴾

حسن محی الدین قادری

منہاج القرآن ویمن لیگ
365-ایم، ماڈل ٹاؤن لاہور
www.minhaj.org
www.minhajsisters.com

جملہ حقوق بحقِ تحریکِ منہاجُ القرآن محفوظ ہیں

نام کتاب : **تحریکی زندگی میں نظم و ضبط**

﴿ایک قرآنی تمثیل﴾

خطاب : حسن محی الدین قادری

ترتیب و تدوین : محمد فاروق رانا

اِہتمامِ اِشاعت : منہاج القرآن ویمن لیگ

minhajw omenleague@gmail.com

مطبع : منہاجُ القرآن پرنٹرز، لاہور

اِشاعتِ اَوّل : اگست 2011ء

تعداد : 1,000

بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

مَوۡلَایَ صَلِّ وَسَلِّمۡ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیۡبِکَ خَیۡرِ الۡخَلۡقِ کُلِّهِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الۡکَوۡنَیۡنِ وَالثَّقَلَیۡنِ
وَالۡفَرِیۡقَیۡنِ مِنۡ عُرۡبٍ وَّمِنۡ عَجَمِ

﴿ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیۡهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَصَحۡبِهٖ وَ بَارَکَ وَسَلَّمَ ﴾

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش
www.MinhajBooks.com

فہرس

صفحہ	عنوانات
۷	۞ تعارُف صاحبزادہ حسن محی الدین قادری
۱۱	۞ تقدیم
۱۳	وَاَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ
۱۴	۱۔ شہد کی مکھی اور انسان میں بنیادی فرق
۱۵	۲۔ شہد کی مکھی کا منہجِ حیات
۱۷	۳۔ شہد کی مکھی اور منزلِ یقین
۱۷	۴۔ فرض شناسی
۱۷	۵۔ محبت و وحدت اور اِجتماعیت کا ثمر
۱۹	۶۔ تنظیم سازی کی ایک نادِر مثال

عنوانات	صفحہ
۷۔ طہارت و پاکیزگی	۱۹
۸۔ شفاء و منفعت	۱۹
۹۔ دیانت و وفاداری	۲۰
۱۰۔ بے مثال محنت و مشقت	۲۱
۱۱۔ انسان اور شہد کی مکھی کا منہجِ حیات	۲۱
۱۲۔ شہد کی مکھی - ایک عظیم کارکن	۲۳
۱۳۔ منہاج القرآن کا کارکن اور قائد سے تعلق	۲۵
۱۴۔ شکرانِ نعمت پر جزا اور کفرانِ نعمت پر سزا کا اُلوہی ضابطہ	۲۸
۱۵۔ مقام تلوین اور مقام تمکین	۳۳

صاحبزادہ حسن محی الدین قادری

(ایک تعارف)

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے بڑے صاحبزادے حسن محی الدین القادری نے اِبتدائی تعلیم لاہور کے مختلف تعلیمی اداروں سے حاصل کی۔ فیضانِ غوثِ اَعظم کے امین قدوۃ الاولیاء سیدنا طاہر علاؤ الدینؒ سے بچپن میں شرفِ بیعت حاصل کیا۔ آپ نے اپنے والد گرامی کی آغوشِ تربیت میں روحانی تربیت کے ساتھ ساتھ قدیم و جدید علوم بھی حاصل کیے۔ آپ نے پنجاب یونی ورسٹی سے law graduation کی ڈگری لی اور منہاج یونی ورسٹی لاہور سے سات سالہ علومِ شریعہ کورس کی تکمیل کی۔ بعد ازاں لندن یونی ورسٹی سے مینجمنٹ سائنسز میں ایم۔ ایس۔ سی کی۔ آپ کے اساتذہ میں عرب و عجم کی معروف شخصیات شامل ہیں۔ آپ کو اِمام یوسف بن اِسماعیل النبہانیؒ سے الشیخ حسین بن احمد عسیران اللبنانی کے صرف ایک واسطے سے شرفِ تلمذ حاصل ہے۔ آپ نے شام کے جید شیوخ و اساتذہ سے تفسیر، حدیث، فقہ اور دیگر علومِ اِسلامیہ حاصل کیے ہیں۔ ان میں الشیخ عبد الرزاق الحلبی (فقہ حنفی پر مستند اتھارٹی)، الشیخ دیب الکلاس (جو کہ فرید ملّتؒ ڈاکٹر فرید الدین قادریؒ کے معاصر تھے) اور الدکتور رمضان البوطی کے علاوہ الشیخ الشکری اللحفی بھی شامل ہیں جو کہ **العقیدۃ الإسلامیۃ** پر اتھارٹی تھے اور اُن کے بارے میں صوفیاء کے حلقہ جات میں معروف تھا کہ وہ اَبدالِ شام میں سے ہیں۔ آپ نے شام کے کبار محدثین سے نو دن میں 'صحیح بخاری' کا ختم کیا جب کہ اس کی سند الشیخ فاتح الکتانی بن محمد بن مکی الکتانی سے لی اور ان سے شرح **المواہب اللدنیۃ** کا ختم چار دن میں کیا۔ مزید برآں آپ نے یمن، مصر اور سوڈان کی معروف علمی و روحانی شخصیات سے بھی اِکتسابِ فیض کیا ہے۔ اِس وقت آپ مصر کی یونی ورسٹی **جامعۃ الدول العربیۃ** میں امریکی و برطانوی اور یورپی دساتیر (constitutions) کا ریاستِ مدینہ کے دستور (The Pact of

Madina) سے تقابلی جائزے کے موضوع پر ڈاکٹریٹ کا مقالہ لکھ رہے ہیں۔ آپ نے بیرونِ ملک یونی ورسٹیوں سے financial management، leadership اور organizationalmanagement کے موضوع پر مختلف کورسز بھی کیے ہیں۔

اُردو، عربی اور انگریزی زبانوں میں آپ کی کئی کتب زیرِ طباعت ہیں۔ آپ کی عربی زبان میں ایک کتاب زیرِ ترتیب ہے جس میں عربی زبان کو دنیا کی تمام زبانوں کی اُمّ قرار دیتے ہوئے ثابت کیا ہے کہ تخلیق آدم سے لے کر آج تک دنیا کی تمام زبانیں عربی زبان سے ہی ماخوذ ہوئی ہیں۔ آپ نے عربی زبان میں ہی قرآن حکیم کی سورتوں سے منہجِ حیات اَخذ کرتے ہوئے ان کے تقابلی مطالعے پر تفسیر کا کام بھی کیا ہے، جس کی شام کے جید شیوخ نے تحسین فرمائی ہے۔ آپ کی Management Sciences (In the Light of Quran & Sunna) کے موضوع پر ایک کتاب انگریزی زبان میں زیرِ ترتیب ہے۔ انگریزی زبان میں ہی آپ کی ایک اور کتاب altruism کے موضوع پر زیرِ ترتیب ہے۔ اُردو زبان میں آپ کی ایک کتاب بعنوان 'ایک سو شیوخِ اِسلام' بھی تکمیل کے مراحل میں ہے۔ علاوہ ازیں آپ کے مختلف علمی و ادبی مقالات عربی، انگریزی اور اُردو جرائد میں شائع ہوکر دادِ تحسین وصول کر چکے ہیں۔

علمی و ادبی میدان کے ساتھ ساتھ آپ تحریکی و تنظیمی اور عملی میدان میں بھرپور حصہ لیتے ہیں۔ آپ تحریک منہاج القرآن کی سپریم کونسل کے صدر اور منہاج یونی ورسٹی لاہور کے بورڈ آف گورنرز کے رُکن بھی ہیں۔ علاوہ ازیں برطانیہ، اسکینڈے نیویا، یورپ، کینیڈا، مشرقِ وسطیٰ اور دنیا کے دیگر حصوں میں مختلف مذہبی و معاشرتی موضوعات پر منعقد ہونے والی کانفرنسز، سیمینارز اور مجالسِ مذاکرہ میں بھی شرکت کرتے ہیں۔ آپ کے قرآن حکیم کی منتخب سورتوں کے تفسیری لیکچرز مختلف ٹی وی چینلز پر باقاعدہ نشر ہو چکے ہیں۔

گزشتہ سال ۲۰۱۰ء کے اوائل میں آپ کی خصوصی کاوشوں سے پاکستان میں جامعہ الازہر کے فارغ التحصیل طلبا کے رابطہ دفتر - **الرابطة العالمية لخريجي الأزهر**

(The World Association for Al-Azhar Graduates) - کی برانچ کا اِفتتاح ہوا، جس کے چیئر مین بھی آپ ہی ہیں، اور پاکستان میں اس کی میزبانی کا شرف منہاج یونی ورسٹی لاہور کا حاصل ہوا ہے۔ یہ آپ کی خصوصی محنت کا ثمر ہے کہ اس برانچ کے بارے میں شیخ الازہر اور جامعہ ازہر کے دیگر اکابرین کا واضح موقف ہے کہ دنیا میں رابطہ دفتر کی کوئی اور برانچ پاکستان برانچ کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ پاکستان برانچ کی سرگرمیاں تیز رفتاری سے آگے بڑھ رہی ہیں۔ ایک سال کے اندر اندر پاکستان برانچ نے سہ لسانی سہ ماہی شمارہ **دعوة الأزهر** بھی جاری کر دیا ہے، جب کہ پاکستان برانچ نے آغاز میں ہی تین زبانوں میں ویب سائٹ بھی لانچ کی ہے۔ علاوہ ازیں رابطہ دفتر کی برانچز میں سے یہ اعزاز بھی صرف پاکستان برانچ کو ہی حاصل ہے کہ اس کے تحت ہونے والے تربیتی کورسز پاکستان اور بیرون پاکستان بھی منعقد ہوتے ہیں۔

آپ کے ہاتھوں میں موجود یہ کتابچہ حسن محی الدین قادری کی فکری بصیرت کا شاہکار ہے اور منہاج القرآن انٹرنیشنل کے کارکنان میں وحدت و یگانگت، نظم و ضبط اور اِستعدادِ کار کی نفسی بنیادوں پر استواری کے لیے ایک اہم تحریر ہے جس سے قائدین و کارکنان یکساں استفادہ کرسکتے ہیں۔

ربِّ ذُوالجلال اُن کی صلاحیتوں اور علم و عمل میں مزید اِضافہ فرمائے اور اُنہیں دینِ اِسلام اور ملک و قوم کی بہتر خدمت کی توفیق عنایت فرمائے۔

(آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ)

تقدیم

سال ۲۰۰۹ء میں تحریک منہاج القرآن کے مرکزی سیکرٹریٹ پر ہونے والے ایک تنظیمی و تربیتی اِجلاس میں صدر سپریم کونسل منہاج القرآن انٹرنیشنل صاحبزادہ حسن محی الدین قادری نے کارکنان کی تربیت کے حوالے سے اِنتہائی جامع و مؤثر اور بلیغ گفتگو فرمائی۔ آپ نے شہد کی مکھی کے نظامِ حیات اور فعالیت و عملیت پسندی کا جائزہ لیتے ہوئے کارکنوں کو اپنے مقصد اور منزل کے حصول کے لئے جذبۂ محرکہ فراہم کیا۔ شہد کی مکھی کی زندگی کا نظم - جو کہ وحی الٰہیہ کے تابع ہے - کا عمیق مطالعہ جہاں قرآن فہمی کے حوالے سے نئے دروازے وا کر رہا ہے، وہاں صاحبزادہ صاحب کی ژرف نگاہی کا منہ بولتا ثبوت بھی ہے کہ کارکن کی زندگی کی ذہنی، نفسیاتی اور روحانی ضروریات کا کامل ادراک رکھتے ہوئے آپ شہد کی مکھی میں بھی وہی محاسن تلاش کر کے تحریک منہاج القرآن کے جاں باز کارکنوں کو ان کی محنت، استقامت اور جہدِ مسلسل کے اُلوہیاتی اور وجدانی منہج سے آگاہ فرما رہے ہیں، اور کامیابی اور کامرانی کے رازہائے سربستہ کی نقاب کشائی کر رہے ہیں۔ اس طرح شہد کی مکھی کی مثال قرآنی اور الوہیاتی حوالے سے اور بھی جامع اور منبعِ فیض کی حیثیت سے ہمارے سامنے آتی ہے۔ یہ سچ ہے کہ سورۃ النحل کا ایسا مطالعہ ہمارے سامنے اس سے پہلے کبھی نہیں آیا۔

صاحبزادہ حسن محی الدین قادری کے مایۂ علمی کا یہ منہ بولتا شاہ کار تحریک منہاج القرآن کے قائدین و کارکنان کے لیے یکساں مفید، کارآمد اور باعثِ فیض و برکت ہے۔ آپ کے اس لاجواب خطاب کی اہمیت کے پیشِ نظر منہاج القرآن ویمن لیگ نے اِس کی اشاعت اور خصوصاً منہاج القرآن ویمن لیگ کی کارکنان کے لیے ایک نادر تحفہ کے طور پر پیش کرنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ اسی خیال سے آپ کا یہ مدلّل، جامع اور تحریکی و تنظیمی زندگی

کے حوالے سے انتہائی مفید خطاب تحریری شکل میں نذرِ قارئین ہے۔

آخر میں میں منہاج القرآن ویمن لیگ کی جانب سے نائب ناظمِ اعلیٰ رِیسرچ شیخ عبد العزیز دباغ اور فرید ملّت رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ کی شکر گزار ہوں کہ جن کے خصوصی تعاون سے اِس لیکچر کی تحریری شکل میں اِشاعت ممکن ہوئی۔

(سمیرا رفاقت ایڈووکیٹ)

مرکزی ناظمہ

منہاج القرآن ویمن لیگ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَاَوْحٰی رَبُّكَ اِلَی النَّحْلِ

اللہ رب العزت نے قرآن مجید کی سولہویں سورت کا نام اَلنَّحْل رکھا ہے۔ اَلنَّحْل عربی زبان میں شہد کی مکھی کو کہتے ہیں۔ اگر ہم شہد کی مکھی کی زندگی اور اس کی مسلسل جدو جہد کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ اللہ رب العزت نے اِس مخلوق کو اپنی قدرت کے عجائب اور اپنی وحدانیت اور قدرت کے کمالات و اوصاف پر دال بنایا ہے۔ گویا شہد کی مکھی کی زندگی کی مثال دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے منکرین اور معترضین کو جواب دیا ہے کہ پہلے اِس مکھی جیسی کوئی مثال تو سامنے لاؤ، پھر میرے مد مقابل آنا اور میری قدرت کا مقابلہ کرنا۔

اللہ رب العزت کا شہد کی مکھی کی اتنی اَہمیت بیان کرنے اور اس کے عنوان سے قرآن حکیم میں ایک پوری سورت کو مزین کرنے کے پس پردہ حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اِس مخلوق کو ایک ایسا منہج ودیعت کیا ہے جو انسانی زندگی کے بہت قریب ہے۔ جس طرح انسان پورے عالم میں اللہ کی عجیب ترین مخلوق نظر آتا ہے اُسی طرح عالم حیوانات میں شہد کی مکھی اللہ کی عجیب ترین مخلوق نظر آتی ہے۔ انسان کے بعد شہد کی مکھی وہ واحد مخلوق ہے جسے اللہ رب العزت نے اپنی وحی کا شرف عطا کرتے ہوئے خود مخاطب فرمایا ہے۔ اِرشاد فرمایا:

وَاَوْحٰی رَبُّكَ اِلَی النَّحْلِ.[(۱)]

''اور آپ کے رب نے شہد کی مکھی کے دل میں (خیال) ڈال دیا۔''

---

(۱) النحل، ۱۶:۶۸

وحی سے مراد الہام بھی لیا جاتا ہے یعنی اللہ رب العزت نے شہد کی مکھی کو اُس کا نظامِ حیات القاء کیا۔ اس سے مراد وہ programmed system اور اُلوہی و اِلہامی نظام ہے جو اللہ رب العزت نے شہد کی مکھی کی فطرت میں رکھ دیا ہے۔

ا۔ شہد کی مکھی اور انسان میں بنیادی فرق

شہد کی مکھی کے نظامِ حیات کا ایک نہج سے **مطالعہ** کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اِسے اِنسان کی تربیت کے لئے منہج بنایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو وحی کرنے کے لیے جس بشر کو چنا اسے نبی بنایا یعنی ہر انسان کو وحی نہیں کی بلکہ خواص الخواص کو وحی کی۔ مگر جب آپ عالم حیوانات میں شہد کی مکھی کو دیکھتے ہیں تو اللہ رب العزت نے اس کی پوری نسل کو وحی کی ہے۔ جو وحی پہلی مکھی کو کی تھی آج بھی تمام مکھیوں کے لیے وہی پیغام ہے۔ جو نظام لاکھوں سال پہلے اسے دیا وہ اس پر عمل پیرا رہی اور حکم خدا کی تعمیل کی؛ آج بھی شہد کی مکھی اُسی حکم کی پیروی کر رہی ہے۔ لیکن دیکھنا ہے کہ انسان جسے خدا نے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کہہ کر زمین پر بھیجا؛ کیا وہ بھی اپنے وعدے پر کاربند ہے؟

پہلا انسان لے لیں اور آخری انسان لے لیں؛ ان میں حکم اِلٰہی کی اِطاعت قدرِ مشترک کے طور پر نظر نہیں آتی ہے۔ مگر شہد کی مکھی آج بھی اُسی طرح حکم الٰہی کی پابند ہے۔ انسان اپنے نظام اور منہج کو بھول گیا، اسے اپنے خالق کی عطا کردہ ہدایت یاد نہ رہی، اُس نے اپنے طریق اور سلوک و نسبت کو فراموش کر دیا اور وہ اپنے منہاجِ حیات سے دور ہوتا گیا۔ مگر شہد کی مکھی جو عمل پہلے کر رہی تھی آج بھی وہی کر رہی ہے۔ اُس وقت بھی وہ اپنے پیٹ سے انسانیت کی شفاء اور بقاء کے لیے شہد دیتی تھی آج بھی دے رہی ہے، مگر انسان کبھی ہدایت کا پیکر اور کبھی سرکشی کا مظہر بنتا ہے؛ کبھی فساد انگیزی کرتا ہے اور کبھی امن کے لئے سرگرداں ہو جاتا ہے؛ کبھی لوگوں کو جوڑتا ہے تو کبھی توڑتا ہے؛ کبھی ملاتا ہے تو کبھی بکھیرتا ہے؛ کبھی بلاتا ہے تو کبھی بھگاتا ہے؛ کبھی نظام دیتا ہے تو کبھی نظام تباہ کرتا

ہے؛ کبھی قائم کرتا ہے تو کبھی منہدم کرتا ہے؛ اور کبھی ارتقاء دیتا ہے تو کبھی سکوت دیتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مجموعی طور پر حضرت انسان اللہ تبارک وتعالیٰ کے سامنے کیئے ہوئے اپنے عہد کا منحرف ہی رہا اور اپنے وعدے کا کبھی پاس نہیں کیا لیکن ادھر شہد کی مکھی ہے کہ جس کام کے لئے رب العزت نے چن لیا وہ اطاعت کی پیکر اسی پر کاربند ہے۔

۲۔شہد کی مکھی کا منہجِ حیات

شہد کی مکھی کے منہجِ حیات کی تفصیل سورۃ النحل کی آیات نمبر ٦٨ اور ٦٩ میں یوں وارِد ہوئی ہے:

وَاَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا یَعْرِشُوْنَ ○ ثُمَّ کُلِیْ مِنْ کُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُکِیْ سُبُلَ رَبِّکَ ذُلُلًا ؕ یَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ ○

’’اور آپ کے رب نے شہد کی مکھی کے دل میں (خیال) ڈال دیا کہ تو بعض پہاڑوں میں اپنے گھر بنا اور بعض درختوں میں اور بعض چھپروں میں (بھی) جنہیں لوگ (چھت کی طرح) اونچا بناتے ہیں○ پس تو ہر قسم کے پھلوں سے رس چوسا کر، پھر اپنے رب کے (سمجھائے ہوئے) راستوں پر (جو اُن پھلوں اور پھولوں تک جاتے ہیں جن سے تو نے رس چوسنا ہے، دوسری مکھیوں کے لیے بھی) آسانی فراہم کرتے ہوئے چلا کر، ان کے شکموں سے ایک پینے کی چیز نکلتی ہے (وہ شہد ہے) جس کے رنگ جداگانہ ہوتے ہیں، اس میں لوگوں کے لیے شفا ہے، بے شک اس میں غور و فکر کرنے والوں کے لیے نشانی ہے○‘‘

اِن آیاتِ مبارکہ سے شہد کی مکھی کی وُسعتِ عمل کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ اللہ

رب العزت نے اِس معمولی سی جان کی مالک مخلوق کو چار عوالم پر مسخر کر دیا۔ عالم جمادات، عالم نباتات، عالم انس وجن اور عالم حیوانات کے لئے اِسے چنا۔

ثانیاً اللہ رب العزت نے صیغہ تانیث میں بات کی ہے۔ آیت مبارکہ کے لفظ اِتَّخِذِیْ میں کسی مذکر کو نہیں بلکہ مؤنث کو مخاطب کیا ہے۔ اِس سے یہ بھی پتہ چلا کہ جسے وحی مل رہی ہے وہ مذکر نہیں بلکہ مؤنث ہے کیوں کہ اِس نوع میں مؤنث زیادہ خدمات سرانجام دیتی ہیں۔

شہد کی مکھی کے اندر ایک نظام بلکہ ایک کائنات ہے۔ وہ ایک مخصوص شکل میں اپنا گھر بناتی ہے۔ اس کے گھر کا ڈیزائن سداسی شکل کا ہوتا ہے۔ اس سے ان کی فکر، تہذیب اور خدا کے عطا کردہ نظام کا اندازہ ایک صاحب فن ہی لگا سکتا ہے۔ ایک انجینئر ہی جان سکتا ہے کہ مربع شکل کی مضبوطی اور سداسی شکل کی مضبوطی میں کیا فرق ہے۔ سداسی شکل کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ وہ زیادہ تعداد میں اس میں سما سکتی ہیں۔ اس کی دیواریں مضبوط ہوتی ہیں، دشمن جتنا بھی مضبوط ہو جائے ان کو نقصان نہیں دے سکتا۔ پھر اس شکل میں جو حسن ہوتا ہے وہ رباعی شکل میں نہیں ہوتا۔

جدید سائنسی تحقیق کے مطابق شہد کی مکھی کے چھتے میں ایک وقت میں چار سے آٹھ ہزار کارکن رہتے ہیں۔ ان تمام کارکنان کی سوچ بھی ایک ہوتی ہے، دوسری ہو ہی نہیں سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ایسا حسن دیا کہ سوچ میں بھی وحدت رکھ دی۔ کارکنوں میں اتباع اور اطاعت کا ایک جذبہ رکھ دیا۔ وہ سب کی سب اپنی ملکہ کی اِطاعت و اِتباع میں اس کی رعایا بن کر رہتی ہیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھی کو ایک programmed نظام ودیعت کیا ہے، جس سے سرِمُو اِنحراف ممکن نہیں۔ مکھی جونہی پیدا ہوتی ہے اپنی منزل کی جانب رواں دواں ہوجاتی ہے۔ اسے آغاز سے ہی جو تعلیم اِتباع دی جاتی ہے وہ اس پر مرتے دم تک قائم رہتی ہے اور جسے پیدائش ہی سے اِطاعت کی تعلیم دی جائے تو اُس کا مقام کیا ہوگا۔

۳۔ شہد کی مکھی اور منزلِ یقین

اِنسان اور شہد کی مکھی میں چند اُمور مختلف ہیں۔ اِنسان کا بچہ پیدائش کے بعد دو، تین، چار سال کا وقت لیتا ہے۔ تب وہ بولنا سیکھتا ہے، شعور حاصل کرتا ہے، سونگھتا ہے، چکھتا ہے، سنتا ہے، دیکھتا ہے، محسوس کرتا ہے۔ پھر وہ مشاہدے کے ذریعے علم الیقین اور عین الیقین کے مراحل سے گزرتا ہوا حق الیقین تک آتا ہے۔ جب کہ مکھی پیدا ہوتے ہی حق الیقین کے مقام پر فائز ہوتی ہے۔ وہ جنم لیتے ہی اپنی منزل کی جانب روانہ ہوجاتی ہے۔ اور وہاں سے پاکیزہ پھلوں اور پھولوں سے رَس چوس کے لاتی ہے اور شہد میں منتقل کردیتی ہے۔

۴۔ فرض شناسی

شہد کی ہر مکھی کا ایک نظام اور ڈیوٹی ہے۔ اُس کی یہ مجال نہیں کہ وہ اپنی ڈیوٹی سے اِدھر اُدھر ہوجائے۔ جو اس کا مقصد حیات ہے وہ ساری زندگی وہی کرے گی۔ اس کارخانے میں کسی کی مجال نہیں کہ وہاں نزاع یا دشمنی ہو، ظلم و ستم یا خون خرابہ ہو۔ وہاں ایک ایسا ماحول ہے جس کی مثال نہیں ملتی۔ وہ محبت واُلفت سے رہتی ہیں اور جو وظیفہ جس کو دے دیا جائے وہ اس پر گام زَن رہتی ہیں اور اِدھر اُدھر نہیں بھٹکتیں اور جب تک نتیجہ حاصل نہ ہوجائے اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھتیں۔ یعنی ان کی جد و جہد کہیں نہیں رُکتی۔

۵۔ محبت و وحدت اور اِجتماعیت کا ثمر

شہد کی مکھیاں ایک گروہ کی صورت میں مجتمع ہوکر رہتی ہیں۔ آپ ان میں کوئی جھگڑا دیکھیں گے نہ فساد؛ ان میں کوئی اختلاف ہوگا نہ اعتراض۔ اِس سے معلوم ہوا کہ جب ہر کوئی اپنا کام کرنے لگ جائے تو پھر شہد پیدا ہوتا ہے اور شہد کیا ہے؟ قرآن حکیم

فرماتا ہے:

شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُہٗ فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ (۱)

’’ایک پینے کی چیز ہے (وہ شہد ہے) جس کے رنگ جداگانہ ہوتے ہیں، اس میں لوگوں کے لیے شفا ہے، بے شک اس میں غور و فکر کرنے والوں کے لیے نشانی ہے ۝‘‘

شہد کی مکھی کے کارخانے میں ہر ایک کارکن کی الگ الگ ذمہ داری اور کام ہوتا ہے۔ کچھ کارکن سفر کرتے ہیں، ثمرات کا جوس چوس کرلاتے ہیں اور آ کر اپنے چھتے میں منتقل کر دیتے ہیں۔ کچھ ملکہ کی اولاد کو پالتی ہیں اور کچھ مل کر خوراک مہیا کرتی ہیں۔ کچھ مکھیاں شہد اور گھر کی حفاظت پر مامور ہوتی ہیں۔ اس طرح ہر کارکن کے لئے ایک وظیفہ اور کام ہے۔ایک مکھی ایسی بھی ہوتی ہے جو امور داخلہ و خارجہ کی نگرانی کرتی ہے کہ کتنی مکھیاں گئی اور کتنی واپس آئی ہیں۔مکھیاں اپنی ملکہ (قائد، امیر و رہنما) - جو ان کی انچارج ہے - کی اِجازت کے بغیر اِدھر سے اُدھر نہیں ہوسکتیں۔ ان میں اتحاد کا یہ عالم ہے کہ جو کارکن یعنی مکھی اپنے چھتے یعنی گھر اور مرکز سے جدا ہوجائے تو اس کی موت واقع ہوجاتی ہے۔ جو مکھی مرکز سے جدا ہوجائے اسے بقاء نہیں۔ وہ یا تو کسی دوسرے چھتے میں جائے گی، وہاں ٹھہرنے کی اِجازت مانگے گی اور اگر اجازت مل گئی تو وہاں ٹھہر جائے گی۔مگر جس مکھی نے چھتے سے بغاوت کی ہوگی اسے کوئی قبول نہیں کرے گا۔شہد کی مکھی اپنے اجتماع میں رہتی ہے تو حیات میں رہتی ہے، مرکز سے جدا ہوجائے تو اس کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ ایک کارکن کے لئے اس سے بہتر مرکز سے وابستگی کی مثال اور کیا ہوسکتی ہے گویا مرکز سے علیحدگی تحریکی موت کے مترادف ہے۔

---

(۱) النحل، ۱۶: ۶۹

۶۔ تنظیم سازی کی ایک نادِر مثال

جب مسلسل تربیتی عمل سے گزرتے ہوئے ملکہ کے آگے اس کے شاگرد یعنی دیگر ملکات تیار ہوجاتی ہیں تو پھر وہ اپنے کارکن بھیجتی ہے جو ایک نئی ریاست کا قیام وجود میں لاتی ہیں۔ یعنی مرکز کے نمائندہ ذیلی مراکز وجود میں آنے لگتے ہیں۔

۷۔ طہارت و پاکیزگی

قرآن حکیم کے فرمان کے مطابق شہد کی مکھی تین جگہوں پر اپنے چھتے بناتی ہے: پہاڑ، صحرا اور درخت۔ یعنی اللہ نے اس کی فطرت میں طہارت و لطافت اور پاکیزگی رکھ دی ہے۔ وہ پاک جگہ پر اپنا مرکز بناتی ہے۔ کسی گندگی میں بیٹھتی ہے نہ بیٹھنا پسند کرتی ہے۔ جو انسانیت کے لئے شفاء تیار کر رہی ہو، کیسے ممکن ہے کہ وہ گندگی میں جائے اور گندگی میں آئے۔

اِس سے یہ سبق ملا کہ اُس سے شہد کی صورت میں فائدہ اور منفعت اِس لیے حاصل ہوتی ہے کہ وہ طاہر بھی ہے اور مطہر بھی۔ یعنی وہ خود بھی طاہر ہے اور جو طہارت اس سے نکلتی ہے وہ لوگوں کے لیے باعثِ شفاء ہے۔

۸۔ شفاء و منفعت

شہد کی مکھی میں ایک خوبی یہ ہے کہ اگر وہ بیمار ہوجائے تو خود تو بیماری کی تکلیف اٹھاتی ہے مگر اس کا شہد کسی کو بیمار نہیں کرتا۔ وہ اپنے آپ کو ختم کر دیتی ہے مگر کسی کو ضرر نہیں پہنچاتی۔ گویا وہ زبان حال سے کہتی ہے کہ جب قدرت نے الہام کے ذریعے میرے اندر شفاء ہی رکھی ہے تو میری زندگی کا مقصد فقط شفا ہے، مجھے ضرر سے کیا غرض؟ میں ضلالت اور گمراہی سے پاک شفا کا حامل شہد مہیا کرنے پر فائز ہوں۔ شہد کی مکھی کی یہ خوبی اس امر کا تقاضا کرتی ہے کہ مصطفوی مشن کا اَدنیٰ سے اَدنیٰ کارکن حق پر قائم رہتے

ہوئے لوگوں کو سیدھے راستے کی دعوت دینے والا ہو۔

۹۔ دیانت و وفاداری

شہد کی مکھی کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ وہ اپنے مشن اور مرکز کے ساتھ انتہائی وفادار ہوتی ہے۔ وہ سیکڑوں میلوں کا سفر ہی کیوں نہ کرلے، وہ جو شہد بنائے گی خود نہیں کھاتی۔ اس کی وفاداری کا عالم یہ ہے کہ خود بھوک سے مرجائے گی مگر جس ذمہ داری پر اسے مامور کیا گیا ہے اسے بہرطور پورا کرے گی۔

اللہ رب العزت نے شہد کی مکھی کو اگلا حکم یہ دیا:

فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُـلًا. (۱)

’’پھر اپنے رب کے (سمجھائے ہوئے) راستوں پر (جو اُن پھلوں اور پھولوں تک جاتے ہیں جن سے تو نے رس چوسنا ہے، دوسری مکھیوں کے لیے بھی) آسانی فراہم کرتے ہوئے چلا کر۔‘‘

یعنی جو راستے خدا نے بنائے ہیں ان کی سالک ہوجاؤ۔ ان راستوں پر چلتی چلی جاؤ جو خدا نے تمہارے لیے مسخر کیے ہیں۔ اُس منہجِ حیات پر چلو جو تمہیں عطا کیا گیا ہے۔ پس جو کوئی حکم اِلٰہی کی اتباع میں اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے راستے پر چلتا ہے اُسے کامیابی کی نوید سنائی جاتی ہے۔ جس طرح کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

مَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَبْتَغِي فِيْهِ عِلْمًا سَلَكَ اللهُ لَهُ طَرِيْقًا إِلَى الْجَنَّةِ. (۲)

(۱) النحل، ۱٦:٦٨

(۲) ا۔ ترمذی، السنن، کتاب العلم، باب ما جاء في فضل الفقه على ـــــ

’’جو آدمی طلبِ علم میں کسی راستہ پر چلتا ہے اُسے اللہ تعالیٰ جنت کے راستے پر چلا دیتا ہے۔‘‘

یعنی طالبِ خیر اور طالبِ معرفت کے لیے جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔

۱۰۔ بے مثال محنت و مشقت

اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھی میں محنت و مشقت کی صفت بھی کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔ آپ عالمِ حیوانات میں دیکھیں تو آپ کو زیادہ تر جانور سستی و کاہلی کا نشان نظر آئیں گے۔ مگر یہ ایسی مخلوق ہے جو اپنے ہاتھ کی محنت سے کھاتی ہے۔ اس میں جد و جہد کا اتنا ملکہ رکھا گیا ہے کہ انسان میں بھی اس کی مثال کم ملتی ہے۔ ایک مکھی پچاس ملی لیٹر شہد بنانے کے لیے سیکڑوں میل سفر کرتی ہے اور ایک کلو شہد بنانے کے لیے چار ہزار کلومیٹر کا سفر طے کرتی ہے۔

۱۱۔ انسان اور شہد کی مکھی کا منہجِ حیات

اتنی محنت کے بعد اللہ نے اسے وہ مقام عطا کیا کہ شہد کی شکل میں وہ ایسی شراب عطا کرتی ہے جس میں اللہ نے شفاء رکھ دی ہے۔ اللہ نے شہد کی مکھی میں ایک منہج حیات رکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ النحل کی آیات نمبر ۶۸ اور ۶۹ میں اَمر کے تین صیغے بیان فرمائے ہیں: اِتَّخِذِیْ، کُلِیْ اور فَاسْلُکِیْ۔ اِن تین اَحکامات کے ذریعے اللہ تعالیٰ

.... العبادۃ، ۵: ۴۸، رقم: ۲۶۸۲

۲۔ أبو داود، السنن، کتاب العلم، باب الحث علی طلب العلم، ۳: ۳۱۷، رقم: ۳۶۴۱

۳۔ ابن ماجہ، السنن، المقدمۃ، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، ۱: ۸۱، رقم: ۲۲۳

نے حصولِ مقصد کی راہ اور کامیابی کا طریقہ سمجھا دیا ہے کہ کسی بھی شے کو اور کسی بھی مقصد کو حاصل کرنا ہو تو اپنے اندر یہ صفات پیدا کرو؛ حاصل کرنے والی خوبی پیدا کرو۔ کچھ لوگے تو کچھ دو گے۔ جو لینا بند کردے گا وہ دینا بند کردے گا۔ طالبِ مراد ہوگے تو مراد ملے گی۔ پہلے مرید بنو گے تو پھر مراد بنو گے۔ سالک ہوگے تو سلوک بنو گے، پہلے راضی ہو گے تو پھر رضا بنو گے۔ پہلے دینے والے بنو گے تو پھر صاحب منفعت بنو گے۔

شہد کی مکھی میں اِتَّخِذِیْ کے ذریعے ایک طریقہ کار دے دیا کہ یہ راستے بنا دیے ہیں، ان پر اطاعت کے ساتھ چلتی چلی جاؤ تو پھر خیر ہی خیر ملتی چلی جائے گی۔ پھر فرمایا: کُلِیْ۔ اِس میں اللہ رب العزت نے اِستفادے کا ضابطہ بیان فرما دیا کہ پاک اور حلال شے کھاؤ گے تو حلال نتیجہ پیدا ہوگا۔ گویا رزقِ حلال کی طرف اشارہ کر دیا۔ طہارت و پاکیزگی، تقویٰ واخلاص اور نیت کی صداقت کی طرف اشارہ کر دیا کہ اگر نیت صاف ہوگی تو نتیجہ بھی صحیح نکلے گا اور اگر صداقت کے ساتھ سفر کرو گے تو منزل تک پہنچ جاؤ گے۔ اگر للّٰہیت کے ساتھ خدمت کروگے تو خدا مل جائے گا۔ اگر توجہ اِلی الرسول ﷺ کرو گے تو رسول اللہ ﷺ مل جائیں گے۔ اگر خدا کی عبادت کے لئے کرو گے تو خدا مل جائے گا۔ اگر دنیا کے لئے کرو گے تو دنیا مل جائے گی۔ اگر پاک جگہوں پر جاؤ گے تو پاکی ملے گی؛ اور پاک جگہیں کون سی ہیں؟ یعنی اہل اللہ کی بارگاہ میں جاؤ گے تو اہل اللہ کا فیض ملے گا۔ اگر مقربانِ الٰہی کی بارگاہ میں جاؤ گے تو خدا کے مقرب ہو جاؤ گے۔ اگر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری جیسی صحبت کو اپناؤ گے تو پھر علم کے گہوارے ہو جاؤ گے، علم کے نور سے ظلمتیں اجالوں میں بدل جائیں گی اور یوں وہ کارکن بن جاؤ گے جس جیسا اور کوئی کارکن نہیں ہوسکتا۔

شہد کی مکھی کی تقریباً پچیس قسمیں ہوتی ہیں۔ اسے پھلوں اور پھولوں کے ساتھ نسبت دی جاتی ہے چنانچہ جس پھل پر مکھی زیادہ بیٹھتی ہے اس کے شہد کو بھی اُسی پھل کے ساتھ نسبت ملتی ہے۔ اِسی طرح انسان اگر عرفاء کی مجلس میں بیٹھے گا تو عارف ہو جائے گا۔

اگر علمائے حق کی صحبت میں بیٹھے گا تو عالم ہو جائے گا۔ اہل صدق کی مجلس کو اختیار کرنے سے صادق ہو جائے گا، اہل تقویٰ کی صحبت اسے متقی بنا دے گی اور اللہ کی صحبت میں بیٹھنا ہو تو ولایت کے قدموں میں بیٹھو۔

یہاں اللہ رب العزت نے وہ نظام دے دیا کہ جیسا پکوان چکھو گے ویسا ذائقہ آجائے گا۔ اہل اخلاق کے ساتھ بیٹھو گے تو خلق آجائے گا۔ اہل دنیا کے ساتھ بیٹھو گے تو من میں دنیا سما جائے گی۔ اہل معرفت کے ساتھ بیٹھو گے تو معرفت آجائے گی۔ جن کی نگاہیں اس کا دیدار کر رہی ہیں اگر آپ کی نگاہیں ان کو دیکھیں گی تو پھر اس کا نظارہ ہو جائے گا۔

اِس سے ہم نے استدلال کیا کہ اللہ رب العزت نے بتادیا کہ شہد کی مکھی میں اگر پچیس اقسام رکھ دی ہیں تو پھر تم تو انسان ہو، تمہارے لئے تو پچیس کروڑ اقسام رکھ سکتا ہوں۔ تم لینے والے بنو، ہم دینے والے ہیں؛ تم اہل اللہ اس لئے تو بنائے گئے ہو کہ جو علم تم حاصل کرو گے وہ امت کو دینے کے قابل ہو جاؤ گے۔ اگر اپنے لئے محنت اور جدوجہد کرو گے تو پھر اپنی ذات سنوارو گے اور اگر امت کے لئے کرو گے تو امت بھی سنورے گی، تم بھی سنورو گے۔ یوں یہ مشن بن گیا۔

۱۲۔ شہد کی مکھی - ایک عظیم کارکن

انہی زیرِ بحث آیات میں فرمایا: فَاسْلُكِيْ۔ اِس صیغہ اَمر سے ہمیں سلوک کے لئے پلیٹ فارم مل رہا ہے۔ سالک کے لئے سلوک اور ایک پیکر کامل کی ضرورت ہوتی ہے جو اسے سلوک کے مرحلوں سے گزار کر اپنی منزل تک پہنچا دے۔ اس لئے فرمایا کہ ہم نے شہد کی مکھی کے لئے راستے مسخر کر دیے کہ وہ ان راستوں پر چلے گی تو منزل تک پہنچ جائے گی۔ ادھر اُدھر نہ بھٹکے گی، صبح جائے گی اور شام کو واپس آجائے گی۔ کیونکہ ہم نے راستے خود بنائے ہیں۔ تو منہاج اس راستے کو کہتے ہیں جو خود نہیں بنتا بلکہ خدا کے اذن سے بنتا

ہے۔ اور سالک کے لئے سلوک اس کو کہتے ہیں جو خود نہیں بنتا بلکہ خدا کے اذن سے بنتا ہے۔ صاحب مراد اور کامل شخصیت وہ ہوتی ہے جو خود نہیں ہوتی اس کے اذن اور امر سے ہوتی ہے۔ یہ ہے پلیٹ فارم۔ ہمارا پلیٹ فارم ہو تو اسے منہاج القرآن کہتے ہیں۔ ہمارے لئے وہ کامل شخصیت ہو تو اسے شیخ الاسلام کہتے ہیں۔ پھر آپ ان کے چھتے میں چلے جائیں تو اسے تحریک منہاج القرآن کہتے ہیں۔ پھر اس تحریک منہاج القرآن میں سما جائیں تو ہر کارکن کو ایک وظیفہ ملتا ہے۔ جو اس پر عمل کرتا چلا جائے اور اس کے نتیجے میں جو رس لائے گا تو اس کے نتیجے میں امت کے لئے شہد پیدا ہوتا چلا جائے گا۔

اب شہد کی مکھی کی دوسری خوبی یہ ہوتی ہے کہ وہ اعتراض نہیں کرتی۔ وہ کہتی ہے کہ میں نے قبول کیا اور تسلیم کیا۔ کیوں کہ جب مشن کو مان لیا تو فَاسْلُكِيْ یعنی اس سلوک پر چلو گے تو منزل ملے گی۔ نہیں چلو گے تو منزل نہیں بلکہ کچھ اور ملے گا۔ اب آپ کو راستہ مل گیا ہے، آپ کی منزل وہ شہد ہے جو آقا ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا۔ آپ اسے بڑھاتے چلے جائیں گے، مگر کیسے بڑھائیں گے؟ اگر ایک مکھی شہد کے لیے چار ہزار کلومیٹر سفر کرتی ہے تو آپ اندازہ لگالیں کہ آپ نے کتنا سفر کرنا ہے!

کارکنو! آپ کا سفر مصطفوی انقلاب کے لیے ہے۔ یہی آپ کا مشن ہے اسی سے احیائے اسلام کی راہ ہموار ہوگی۔ آپ کا سفر حضور ﷺ کی امت کی خدمت کا سفر ہے۔ آپ کا سفر قرآن اور صاحبِ قرآن ﷺ کی فکر کو گلی گلی اور نگر نگر پہنچانے کا سفر ہے۔ راستے حضرت شیخ الاسلام نے عطا کر دیے ہیں۔ یہی منہاج ہے، اس پر چلتے جائیں گنبدِ خضریٰ بھی وہیں ہے۔ اِستقامت اور صدق و وفا کے ساتھ عمل درآمد کرتے رہیں گے اور پاک جگہوں پر جائیں گے جن کا ذکر ہم کر چکے ہیں، تو منزل ضرور حاصل ہوگی۔

ہر کام کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے۔ مصطفوی اِنقلاب کا ایک وقت مقرر ہے، لیکن اس کے لیے جہد مسلسل اور عمل پیہم کی ضرورت ہے۔ اِن شاء اللہ وہ وقت ضرور آئے گا اور جلد آئے گا جب مصطفوی انقلاب کا پرچم لہرائے گا۔ پھر اُمت کو وہ شہد ملے گا کہ اُس

جیسا کسی دور میں نہیں ملا ہوگا۔ اِن شاء اللہ وہ شہد آپ کے خون پسینے کی محنت اور مسلسل جد وجہد کے ساتھ بن رہا ہے۔ مگر ضرورت اِس اَمر کی ہے کہ آپ اس کو بڑھاتے چلے جائیں۔ جتنا سفر کریں گے اتنا شہد بڑھاتے چلے جائیں گے۔ کسی نے پچاس ملی لیٹر بنایا اور کسی نے ایک کلو بنا لیا، کسی نے زیادہ سفر کیا تو دو کلو بنا لیا۔ یہ اب ہم پر ہے کہ ہم کتنا بنا سکتے ہیں، عطا کرنے والے کے ہاں تو کوئی کمی نہیں یہ تو ہماری قوتوں اور کوششوں پر منحصر ہے کہ ہم جتنا سفر کر لیں گے اتنا شہد بن جائے گا۔

۱۳۔ منہاج القرآن کا کارکن اور قائد سے تعلق

تحریک منہاج القرآن وہ پلیٹ فارم ہے جس سے راستہ دکھلایا جاتا ہے، تمہیں صرف ان راستوں پر چلنا ہے۔ ان راستوں کے لیے زادِ راہ للّٰہیت، اخلاص، تقویٰ، طہارت و عبادت اور نسبت ہے کیوں کہ یہ راہ، راہِ عشق ہے۔ نسبت مضبوط ہوگی تو سفر جلدی طے ہوگا۔ پھر نسبت پختہ ہوتی جائے گی تو کبھی طے مکانی ہوگا اور کبھی طے زمانی ہوگا۔ آپ بھی سفر کرتے ہیں اور کہتے ہیں پتہ ہی نہیں چلا کہ سفر کیسے طے ہوگیا۔ جب آپ راہِ خدا میں سفر پر نکل پڑتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت کے لیے فرشتوں کو مامور کرتا ہے۔ اب اللہ کے فضل، آقا علیہ السلام کے نعلین پاک کے تصدق اور حضرت شیخ الاسلام کی نظر کرم کے صدقے سے کوئی آپ کو وہاں سے بھٹکا نہیں سکتا، (اِن شاء اللہ)۔

جو آپ کو یہاں سے ملا ہے اُسے مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ پھر دوسری رائے نہیں ہونی چاہیے۔ شہد کی مکھیاں لڑتی ہیں نہ جھگڑتی ہیں، اعتراض کرتی ہیں نہ کسی کے کام میں دخل اندازی کرتی ہیں؛ بس اپنا اپنا کام کرتی ہیں۔ تو ہمیں بھی چاہیے کہ اپنا اپنا وظیفہ سنبھال لیں اور اپنے اپنے حصے کا شہد لے آئیں۔ شہد لے آئیں گے تو قائد ہمیں جانیں گے کہ آپ نے کیا حاصل کیا اور کیا دیا۔ آپ سمجھتے ہیں کہ اس قائد کو پتہ نہیں! وہ تو چہرے دیکھ کر پہچانتے ہیں کہ خود لایا ہے یا کسی سے لے کر آیا ہے؛ محنت کر کے آیا ہے یا نقل کر

کے آیا ہے۔ ہم قائد کی نگاہوں سے چھپ بھی جائیں تو اللہ تعالیٰ کی نگاہوں سے کیسے چھپیں گے۔ وہ تو ہماری رگِ جاں سے بھی زیادہ قریب ہے۔ اور شیخ الاسلام کو بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ کے صدقے سے بے پناہ فیضان عطا کیا گیا ہے۔ اگر انہیں کمزور بنایا گیا ہوتا تو پھر آج یہ مشن اس مرحلہ تک نہ پہنچتا۔ قائد تو بے پناہ چھتے بنا چکے ہیں، جب کوئی تیار ہوجاتا ہے تو اسے کسی اور جگہ بھیج دیتے ہیں تاکہ اُدھر بھی اللہ تعالیٰ کے دین کی سلطنت قائم ہواور مشن کا مرکز بن جائے؛ ادھر بھی ماڈل سکول ہو، کالج ہو، یونی ورسٹی ہو؛ لندن میں بھی، امریکہ میں بھی، عرب دنیا میں بھی؛ الغرض پوری دنیا میں مشن کا پیغام پہنچانا ہے، لہٰذا جہاں کے لئے جو تیار ہوتا ہے اسے بھیج دیتے ہیں۔ اب وہاں جاکر کیا کرنا ہے؟ صرف یہ کہ جہاں بھیجا جائے وہاں کا شہد لاکر دینا ہے اور عرض کرنا ہے کہ اتنے عرصے میں یہ کرسکا، قبول فرمالیں۔ اب آپ خود سوچیں کہ ہر جمعہ کو بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں ہدیہ ہائے درود کی شکل میں جو شہد پیش کیا جاتا ہے، کیا آپ ﷺ چکھتے نہیں ہوں گے۔ اس شہد میں اگر گلاب کی خوشبو آجائے تو اسے flower honey کہتے ہیں، اگر آڑو کی خوشبو آئے تو اسے peach honey کہتے ہیں، سیب کی خوشبو آجائے تو apple honey کہتے ہیں۔ شہد میں جس چیز کی خوشبو آجائے اسے وہ نسبت مل جاتی ہے۔ اب سوچیں کہ اگر آپ کے شہد میں عشق کی خوشبو آجائے تو وہ کیا ہوگا؟ صحبت کی خوشبو آجائے تو وہ کیا ہوگا؟ صدق و وفا کی خوشبو آجائے تو وہ کیا ہوگا؟ نسبت کی خوشبو آجائے تو وہ کیا ہوگا؟ یہ تو شہد کھانے سے پتا چلتا ہے کہ اس میں کتنی محنت ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ مکھی کس کس پھول اور پھل پر بیٹھتی تھی۔ اگر کسی اہل اللہ کے قدموں میں بیٹھیں گے تو وہی رنگ آئے گا۔ کتا اَصحابِ کہف کے قدموں میں بیٹھا تھا تو قرآن مجید میں اس کا ذکر آگیا۔ اگر آپ اہل اللہ کی بارگاہ میں بیٹھیں گے تو آپ خدا کی بارگاہ میں مذکور کیوں نہ ہوں گے کہ یہ نسبتیں ہی تو ہمیں وہاں تک پہنچاتی ہیں۔

تو معلوم ہوا کہ خدمت وہی مقبول ہے جو کسی منہاج سے ہو رہی ہو۔ جو کسی

سیدھے اور صحیح راستے پر چلتے ہیں وہی کسی نتیجے پر پہنچیں گے۔ ورنہ تو لاکھوں کروڑوں ہیں جو بغیر راستے کے چل رہے ہیں۔ آپ خوش قسمت ہیں کہ راستے بھی مل گئے، مراد بھی مل گئی اور پھر شفاء کا باعث بھی بن رہے ہیں۔ یہاں توحید کی تعلیم بھی مل رہی ہے اورنسبت رِسالت کی پختگی کا درس بھی ملتا ہے، یہاں عقیدے اور تصوف کی تربیت بھی ہوتی ہے۔ الغرض یہاں تقویٰ وطہارت، علمیّت وفکریّت، اِستدلال و اِستنباط، سب کچھ مل رہا ہے۔تو کیا ہر شے کا الگ الگ رنگ اور شہد نظر نہیں آئے گا؟ اب آپ نے اس شہد کو آگے تقسیم کرنا ہے۔

شہد کی مکھی کی ایک اور خوبی یہ ہے کہ اِس کا نظام دنیا کے نظام سے مختلف ہے۔ آپ جو کھاتے ہیں وہی خارِج ہوتا ہے۔ اگر کسی نے کوئی چیز کھائی، پیٹ کاٹ کے دیکھ لیں وہی نکلے گا؛ لیکن شہد کی مکھی نے جو رس چوسا اور جو کچھ بھی کھایا اسے شہد میں تبدیل کر کے دوسروں کے لیے نفع بخش بنا دیا۔ وہ تکلیف اپنے اوپر جھیلتی ہے اور لوگوں کے لیے شہد ہی دیتی ہے۔ لہٰذا آپ وہ کارکن بن جائیں کہ تکلیف آئے تو برداشت کرلیں کیونکہ بارگاہِ اِلٰہی سے اِس کا اجر ملے گا۔ راہِ حق میں پیش آنے والی تکالیف اور مصائب کو ہمت وحوصلے سے برداشت کریں اورصبر کریں۔اس کا اتنا اجر ملے گا کہ آپ سوچ بھی نہیں سکتے۔ ہم تو اشرف المخلوقات ہیں، انسان ہیں۔ جب کہ شہد کی مکھی کو دیکھیں، اس قدر ناتواں اور کمزور حیوان ہوکر بھی اپنے مشن کی خاطر اتنا سفر کرتی ہے، کبھی تند وتیز ہوائیں آتی ہوں گی، طوفان آتے ہوں گے، سمندر کی طغیانیاں اسے پریشان کرتی ہوں گی، کبھی اس کے چھتوں پر حملے ہوتے ہوں گے، کبھی لوگ اسے مارتے ہوں گے؛ لیکن وہ تمام مسافتوں اور مراحل ومصائب سے گزر کر منزل پر پہنچ ہی جاتی ہے۔

ہماری منزل بھی وہ انقلاب ہے جس کا راستہ حضرت شیخ الاسلام نے دکھایا ہے، انہوں نے اس کی منزل بھی دیکھ لی ہے اور اس کا مقصد اور مراد بھی دیکھ لیا ہے۔ اب ہمارا یہ فرض ہے کہ مخالفتوں، مزاحمتوں، رکاوٹوں، مصائب و آلام اور طعن وتشنیع سے بے نیاز ہو

کر حصولِ منزل تک سرگرمِ عمل رہیں۔

۱۴۔ شکرانِ نعمت پر جزا اور کفرانِ نعمت پر سزا کا اُلوہی ضابطہ

کارکنو! شہد کی مکھی کی جہدِ مسلسل کے مطالعہ سے ہمیں ایک اور سبق بھی ملتا ہے کہ حالات کیسے بھی ہوں، ہمیں اپنی محنت اور تگ و دو جاری رکھنی چاہیے۔ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنا چاہیے اور اُس کا شکر بجا لاتے رہنا چاہیے کیونکہ شکرِ اِلٰہی ہی درحقیقت نعمتوں میں اِضافہ کا سبب بنتا ہے۔ سورۃ ابراہیم میں اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ○ (۱)

’’اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں تم پر (نعمتوں میں) ضرور اضافہ کروں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو میرا عذاب یقیناً سخت ہے○‘‘

آیت مبارکہ میں نعمتوں میں اِضافہ کا بنیادی سبب ہی اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لانا بتایا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اِنکار درحقیقت اُس کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ اِسی طرح سورۃ النحل میں ہی آگے چل کر اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک آیت میں مثال بیان فرمائی ہے:

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ○ (۲)

’’اور اللہ نے ایک ایسی بستی کی مثال بیان فرمائی ہے جو (بڑے) اَمن اور اِطمینان سے (آباد) تھی اس کا رزق اس کے (مکینوں کے) پاس ہر طرف

(۱) ابراهيم، ۱۴:۷

(۲) النحل، ۱۶:۱۱۲

سے بڑی وسعت و فراغت کے ساتھ آتا تھا پھر اس بستی (والوں) نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی تو اللہ نے اسے بھوک اور خوف کے عذاب کا لباس پہنا دیا ان اعمال کے سبب سے جو وہ کرتے تھے٥''

یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے رہتے ہیں اور تحدیث نعمت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اُنہیں وہ مقام عطا کرتا ہے جو دوسروں کے لیے نفع رسانی کا باعث بنتا ہے۔ لیکن جب وہی قوم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو فراموش کر کے اُس کی نافرمانی کا اِرتکاب کر بیٹھتی ہے تو اللہ تعالیٰ اُس قوم پر بھوک اور خوف مسلط کر دیتا ہے اور وہ قوم طرح طرح کے آلام و مصائب کا شکار ہو کر گرداب میں پھنستی چلی جاتی ہے۔

اِس آیت مبارکہ میں بیان کی گئی بستی سے مراد زمانہ ماضی کی کوئی قوم بھی ہو سکتی ہے جیسے حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت شعیب یا حضرت لوط علیہم السلام کے زمانوں کے خوش حال اور آسودہ لوگ مراد تھے لیکن جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تو اُنہیں دنیاوی آفتوں اور مصیبتوں نے آ گھیرا اور اُن پر قحط کی صورت میں بھوک اور پیاس مسلط کر دی گئیں۔ دوسرا قول یہ بھی ہے کہ اِس سے مراد کفارِ مکہ ہیں، اللہ تعالیٰ نے اُنہیں مرکزی مقام عطا کیا تھا اور مکہ مکرمہ کو جائے اَمن بنایا تھا کیونکہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اِس شہر کے بارے میں خصوصی دعا فرمائی تھی:

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ.(۱)

''اور جب ابراہیم (علیہ السلام) نے عرض کیا: اے میرے رب! اسے اَمن والا شہر بنا دے اور اس کے باشندوں کو طرح طرح کے پھلوں سے نواز (یعنی) ان لوگوں کو جو ان میں سے اللہ پر اور یومِ آخرت پر ایمان لائے۔''

(۱) البقرة، ۲:۱۲٦

پھر اِسی شہرِ مکہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کی بعثت کی دعا کی گئی۔ حضرت ابراہیم اور حضرت اِسماعیل علیہما السلام نے عرض کیا:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ.(۱)

’’اے ہمارے رب! ان میں انہی میں سے (وہ آخری اور برگزیدہ) رسول (ﷺ) مبعوث فرما جو ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے (کر دانائے راز بنا دے) اور ان (کے نفوس وقلوب) کو خوب پاک صاف کر دے۔‘‘

حضور نبی اکرم ﷺ کی تشریف آوری سے قبل اِس شہرِ مکہ میں ہر طرح کی نعمتیں عطا کی گئیں اور اسے ایک مرکزی مقام حاصل ہوگیا تھا اور یہ سب سے زیادہ پُراَمن شہر تھا۔ حافظ ابن کثیر سورۃ النحل کی آیت نمبر ۱۱۲ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ مکہ پُراَمن اور پُرسکون شہر تھا، اس کے اردگرد کے لوگوں کو ہر وقت اپنی جان کا خطرہ رہتا تھا لیکن اُس پُرفتن دور میں بھی اگر کوئی مکہ مکرمہ میں داخل ہوجاتا تو اُسے اَمن میسر آجاتا اور وہ ہر طرح کے خوف سے بے نیاز ہوجاتا۔ جیسا کہ سورۃ القصص میں فرمایا گیا ہے:

وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا ط اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ(۲)

’’اور (قدر ناشناس) کہتے ہیں کہ اگر ہم آپ کی معیّت میں ہدایت کی پیروی کر لیں تو ہم اپنے ملک سے اُچک لیے جائیں گے۔ کیا ہم نے انہیں (اس)

---

(۱) البقرة، ۲:۱۲۹

(۲) القصص، ۲۸:۵۷

اَمن والے حرم (شہرِ مکہ جو آپ ہی کا وطن ہے) میں نہیں بسایا جہاں ہماری طرف سے رزق کے طور پر (دنیا کی ہر سمت سے) ہر جنس کے پھل پہنچائے جاتے ہیں، لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے (کہ یہ سب کچھ کس کے صدقے سے ہو رہا ہے)o[۱]

یعنی اہل مکہ کی جانب ہر طرف سے رِزق کھنچا چلا آتا اور یہی نکتہ سورۃ النحل کی آیت نمبر ۱۱۲ میں مذکور ہے کہ اُن کے پاس ہر طرف سے رِزق بڑی وُسعت کے ساتھ آتا لیکن جب اُن اہل مکہ نے ان نعمتوں کا اِنکار کیا اور سب سے بڑی نعمت جو تاجدارِ کائنات ﷺ کی صورت میں انہیں عطا ہوئی، اس کا انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر دو عذاب مسلط کیے: ایک بھوک اور پیاس کا اور دوسرا دشمن کے خوف کا۔ یعنی جو پہلو مکہ کا اِمتیازی وصف تھے اُنہی دو پہلوؤں میں اہل مکہ بدترین پستی کا شکار ہوگئے۔ اُن کے پاس ہر طرف سے رزق اور پھل بکثرت آتے تھے لیکن حضور نبی اکرم ﷺ کی نافرمانی کے باعث انہیں تنگ دست کر دیا گیا یہاں تک کہ اہل مکہ اونٹ کے خون آلود بال کھانے پر مجبور ہو گئے۔ مزید برآں اَمن بھی رُخصت ہوگیا اور خوف کے سیاہ بادل ہر وقت اَہل مکہ پر منڈلانے لگے۔ ہجرت مدینہ کے بعد ہمہ وقت اُن پر مسلمانوں کا رُعب و دبدبہ اور سطوت و ہیبت طاری رہتی اور حملوں کا دھڑکا لگا رہتا۔ گویا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعائے خاص کے نتیجے میں اس شہر کو ہر طرح کی نعمتوں کی فراوانی عطا کر دی گئی لیکن جب سب سے بڑی نعمت کا انکار کیا گیا تو اس شہر والوں سے تمام نعمتیں چھین کر انہیں محروم کر دیا گیا۔

اِسی طرح اِس آیت مبارکہ کا اِطلاق بعض مفسرین کے نزدیک مدینہ منورہ پر بھی ہوتا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی آمد کے بعد یہ شہر یثرب سے مدینہ منورہ بنا اور پھر آپ ﷺ نے اسے حرم بنایا اور اس شہر کو آپ ﷺ کا مسکن و مدفن ہونے کا اِعزاز بھی حاصل ہوا؛ لیکن جب لوگوں نے ان نعمتوں کی ناقدری کی اور انہیں ان نعمتوں کا اِحساس نہ رہا تو

(۱) ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۲: ۵۹۰

اُمت اِنتشار کا شکار ہوگئی اور ایک وقت ایسا بھی آیا کہ تین دن تک مسجد نبوی میں اذان نہ ہوئی،(۱) لوگ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے نظر آتے تھے اور کسی کی جان و مال اور عزت و آبرو محفوظ نہ رہی تھی۔

اِس سے پتہ چلتا ہے کہ جب تک قوموں کو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی معرفت رہتی ہے، اُس وقت تک انہیں اُلوہی نعمتیں بھی ملتی رہتی ہیں لیکن جب قومیں نعمتوں کا اِنکار کرتی ہیں تو ذلت و رُسوائی اُن کا مقدر کر دی جاتی ہے۔

اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو ہمارے آج کے حالات پر بھی اِس آیت کا اِطلاق ہوتا ہے۔ آج اُمت مسلمہ معاشی ناہمواری اور سیاسی زبوں حالی کا شکار ہے تو صرف اور صرف کفرانِ نعمت کی وجہ سے۔ اُمتِ مسلمہ دنیا کے ستر فیصد وسائل کی مالک ہونے کے باوجود اَغیار کی دست نگر ہے اور اپنی بقا کے لیے دوسروں کی سامنے ہاتھ پھیلا رہی ہے کیونکہ اُمت نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر کرنا چھوڑ دی ہے۔ آج ملک خداداد پاکستان میں ہر طرف افراتفری اور بداَمنی ہے، معاشی بدحالی اور سیاسی اِنتشار کی فراوانی ہے، بھائی بھائی کا گلا کاٹ رہا ہے، چار مختلف موسموں کا حامل زرعی ملک ہونے کے باوُجود غذائی اَجناس کی قلّت ہے، دنیا کا بہترین نہری نظام ہونے کے باوجود ملک میں پانی اور بجلی نہیں ہے، قدرتی معدنیات سے مالا مال ہونے کے باوجود معاشی خوش حالی نہیں ہے اور لوگ محروم المعیشت ہیں۔ اِن تمام مسائل اور مصائب کی وجہ صرف اور صرف کفرانِ نعمت ہے۔ آج ہم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اِنکار کرتے ہیں اور اس کا شکر بجا نہیں لاتے جب کہ اُس کی نعمتیں صرف اُنہی کو ملتی ہیں جو اُس کا شکر بجا لاتے ہیں۔ اُس نے ہمیں دین کی نعمت عطا کی تو ہم نے دین کو چھوڑ دیا؛ اُس نے ہمیں اِسلام کی نعمت عطا کی تو ہم نے اِسلام کو پس

---

(۱) ۱۔ ابو نعیم، دلائل النبوۃ:۶ ۴۹

۲۔ مقریزی، اِمتاع الاسماع، ۱۴:۶۱۵

۳۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۲:۲۸۰

پشت ڈال دیا؛ اُس نے ہمیں قرآن کی نعمت عطا کی تو ہم نے قرآن کو طاق میں بند کر کے سجا دیا؛ اُس نے ہمیں دیگر بے شمار نعمتیں عطا کیں لیکن ہم نے داخلی اِفتراق و اِنتشار کے باعث ان نعمتوں کو ضائع کر دیا۔ یعنی تمام نعمتوں کی فراوانی ہونے کے باوجود ہم قعرِ ذلت میں دھنستے چلے جا رہے ہیں اور آج ہر طرف سے ہم پر تابڑ توڑ حملے ہو رہے ہیں۔

لوگو! اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر کرنا سیکھو اور اُنہیں بہتر طریقے سے اِستعمال میں لاؤ، ان نعمتوں کو ہرگز ضائع نہ کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہیں ضائع کر دے گا۔ اُس نے ہمیں ''منہاج القرآن'' جیسی نعمت عطا کی ہے؛ اُس نے ہمیں قائدِ تحریک شیخ الاسلام جیسی نعمت عطا کی ہے کہ جن جیسا قائد کسی اور کے پاس نہیں۔ لٰہذا آج اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر ان نعمتوں کے ساتھ جڑ جاؤ اور اپنا جینا مرنا صرف اور صرف اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی رضا کی خاطر کرلو، اپنا اوڑھنا بچھونا مصطفیٰ ﷺ کے دین کی خدمت کو بنا لو۔ بس یہی زندگی ہے اِس زندگی کی قدر کرو۔

وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ.(۱)

''اور اللہ کی نعمت کا شکر بجا لاتے رہو۔''

۱۵۔ مقامِ تلوین اور مقامِ تمکین

تصوف کی اِصطلاحات میں ایک مقامِ تمکین ہوتا ہے اور ایک مقامِ تلوین ہوتا ہے۔ تلوین میں تَغَیُّر ہوتا ہے، تمکین میں تَمَکُّن ہوتا ہے۔ تلوین میں رنگ بدلتے ہیں، تمکین میں ایک ہی رنگ رہتا ہے۔ جب بندہ کارکن ہوتا ہے تو تلوین ہوتی ہے؛ ایک رنگ بدلتا ہے تو دوسرا رنگ آتا ہے۔ پھر ترقی ہوتی چلی جاتی ہے، اِرتفاع اور ارتقاء ہوتا چلا جاتا ہے۔ پھر منزل تک پہنچتے ہیں تو تَمَکُّن ملتا ہے۔ امام قشیری لکھتے ہیں کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام مقامِ تلوین پر فائز تھے اور آقا علیہ السلام مقامِ تمکین پر فائز تھے۔ ان کی ابتداء تلوین سے

(۱) النحل، ۱۶:۱۱۴

ہوئی، حضور ﷺ کی ابتدا ہی تمکین سے ہو رہی ہے۔[1] حضور ﷺ کا مقامِ تمکین یہ ہے کہ معراج سے ویسے ہی واپس تشریف لائے جیسے وہاں گئے تھے کہ سب کچھ چھپا لیا۔ اگر کچھ مل جائے اور اسے چھپا لیا جائے تو اسے تمکن کہتے ہیں۔ کوئی نعمت مل جائے تو اس کو اِظہار سے چھپایا کریں۔ مگر مستقل مزاجی سے محنت کرتے چلے جائیں کیونکہ جن کے لیے خدمت سرانجام دے رہے ہیں، ان کی نگاہوں سے تو کچھ مخفی نہیں۔ اگر کوئی کہے کہ ہم محنت کر کر کے مر گئے، کھپ گئے لیکن ہمیں **appreciation** اور پذیرائی نہیں ملی، کچھ نہیں ملا! اگر یہ عقیدہ رہا کہ جو کر رہے ہیں اس کی پذیرائی یہیں ہونی چاہیے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں، البتہ اگر یہ عقیدہ اپنا لیا کہ کاش یہ ٹوٹی پھوٹی کوشش اُس بارگاہ میں قبول ہو جائے تو آپ کو سب کچھ مل جائے گا۔

تلوین میں تلون ہے۔ اس میں حاصل کرنے کے اُسلوب نظر آتے ہیں۔ نشیب وفراز نظر آتے ہیں۔ پھر اور راستے ہیں، ان پہ چلنا ہے۔ لوگ طعنہ زنی کرتے ہیں کہ سیاست چھوڑ دی، ناکام ہوگئے۔ انہیں کہیں کہ تمہیں کیا خبر! یہاں ناکام ہیں تو وہاں کامیاب ہیں۔ اس کی ایک مثال دیتا ہوں کہ حدیبیہ کے مقام پر ۱۴۰۰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔ اتنی بڑی طاقت آج سے پہلے کفار کو نہ دکھائی تھی مگر وہاں بظاہر کمزور شرائط پر بھی معاہدے پر دستخط کر رہے ہیں اور احرام بھی اتارنا پڑ رہا ہے۔ مگر قربان جائیں جب حضور ﷺ کے فرمان کی اتباع کرتے ہوئے واپس لوٹ رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّا فَتَحۡنَا لَكَ فَتۡحًا مُّبِيۡنًا ۝[2]

”(اے حبیبِ مکرم!) بے شک ہم نے آپ کے لیے (اِسلام کی) روشن فتح (اور غلبہ) کا فیصلہ فرما دیا (اس لیے کہ آپ کی عظیم جدّو جہد کامیابی کے ساتھ مکمل ہو جائے)۝“

(۱) الرسالة القشيرية، باب التلوين والتمكين: ۱۱۴-۱۱۶

(۲) الفتح، ۴۸: ۱

یہ اَجرمل رہا ہے ان مشکلات اور مصائب پر صبر کرنے کے صلہ میں جو مکہ میں کفار و مشرکین کے ہاتھوں اٹھانا پڑے اور جن سے غزوۂ بدر و اُحد اور خندق کے روز دو چار ہونا پڑا۔ بلاشبہ یہ دین اسلام کی خاطر دی جانے والی بے پناہ قربانیوں کا صلہ تھا۔

اب ہماری منزل اور ہمارا منہاج ہمارے سامنے ہے۔ اِن شاء اللہ آپ ترقی کرتے چلے جائیں، محنت کرتے چلے جائیں، آپ کا مقصد پورے پاکستان اور پوری دنیا میں مشن کا پیغام پہنچانا ہے۔ جب آپ مستقل مزاجی سے تکالیف پر صبر کرتے ہوئے مشن کی خدمت کا کام جاری رکھیں گے تو جو فیض اُس بارگاہ سے ملے گا دنیا کی کوئی بھی طاقت اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی، کوئی قوت اور طاقت آپ کو اپنی منزل سے دور نہیں کرسکتی۔ جب آپ اللہ کے لیے ہوگئے تو آپ کے معاملات بھی وہ خود ہی طے کرتا ہے۔ یہ نہ بھولیے کہ قائد بھی ہمہ وقت آپ پر نگاہ رکھتے ہیں۔ یہ اللہ رب العزت کا کرم ہے جو اپنے بندوں پر کرتا ہے۔ حدیث مبارکہ کے مطابق إِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُورِ اللّٰهِ یعنی مومن نورِ الٰہی کے پرتو سے دیکھتا ہے۔ کوئی شے اللہ کے نور کی راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ پس جان لیجیے کہ منزل آپ کے سامنے ہے، آپ نے محنت کرکے اپنے اپنے حصے کا شہد لانا ہے۔ اگر کسی اور کے حصے کا شہد لے گئے تو پکڑے جائیں گے کہ یہ چوری کا ہے۔ لہٰذا اپنے اپنے حصے کا کام کریں۔ جب یہ نکتہ سمجھ لیا تو پھر تمام جھگڑے اور فساد ختم ہوجاتے ہیں، پھر کوئی نزاع نہیں رہتا کیوں کہ مقصد اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی رضا کا حصول ہوتا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اِس منہاج پر اسی طرح مطیع ہو کر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کی محبت کا اسی طرح پیکر بنائے۔ آپ کو دن رات ترقی عطا کرے اور مصطفوی انقلاب کا سویرا جلد طلوع کرے۔ (آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ)

MINHAJ BOOKS STORE

Online Shopping

Order on WhatsApp

+92 309 7417163

1

کتابوں کی خریداری کیلئے پر کلک کریں

2

کیٹلاگ سے کتابیں منتخب کریں

3

منتخب شدہ کتب کو خریداری ٹوکری میں شامل کرنے کیلئے "ایڈ ٹو کارٹ" بٹن دبائیں۔

پر کلک کر کے مزید کتب کی خریداری جاری رکھ سکتے ہیں یا اپنی خریداری ٹوکری دیکھنے کیلئے بٹن دبا سکتے ہیں۔

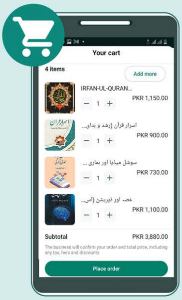

4

آپ خریداری ٹوکری میں ایک یا ایک سے زیادہ کتابیں شامل کر سکتے ہیں۔

کتابیں شامل کرنے کے بعد آرڈر کا بٹن دبائیں

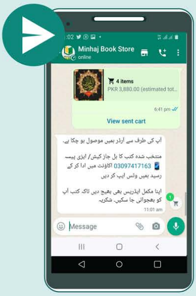

5

منتخب شدہ کتابوں کی ٹوکری میسج کریں۔

6

بل جاز کیش / ایزی پیسہ اکاؤنٹ میں ادا کریں

اب آپ کی طرف سے آرڈر مکمل ہو گیا ہے۔ منہاج بک سٹور کا نمائندہ کتب آپ کے ایڈریس پر بھجوا کر آپ کو میسج کر دے گا۔